مسلم فکر کے اِحیاء میں امام غزالی کا کردار

The role of Imam Ghazali in the renaissance of Muslim thought

☆ عبدالجبار قمر

☆☆ڈاکٹر اشتیاق احمد گوندل

ABSTRACT

Abu Hamid Al-Ghazali (450 ھ, 1058 A.C) known as "Algazel" in the West is one of the most eminent thinker of Islam, writings of Imam Ghazali influenced such great Muslims scholars like Maulana Room, Shaykh-ul-Ishraq and Shah Wali Ullah. They have reflected the rational ideas of Ghazali in their even the eminent Persian poet like Attar, Roomi, Saadi, Hafiz and Iraqi. He tried to reconcile the texts of Islam with the teaching of prevailing philosophy and science. Not only Muslims but also Western philosophers were influenced by the ethical philosophy of Imam Ghazali. Western philosophers translated his books in English, French and Latin languages. Alfred Guilloume says: "The Christian West became acquainted with Aristotle by way of Avicenna, Al-Farabi and Alghazel." His masterpiece "Ihay-ul-Uloom" was widely read by Muslims, Jews and Christians and influenced Thomas Acquinas and even Blaise Pascal. Ghazali, undoubtedly is one of the greatest thinkers of Islam who has immensely contributed to cultivate the social, political, ethical and metaphysical outlook of Islam. Alfred Guilloueme, "Philosophy and Theology," the legacy of Islam, edited by Thomas Arnold and Alfred Guillaume, London: Oxford University Press, 1931.

Keywords: Ghazali, Thought, Knowledge, Vision.

امام غزالی کا نام محمد، آپ کا لقب حجتہ الاسلام اور آپ کی کنیت ابو حامد تھی۔ آپ کی ولادت خراساں کے ضلع طوس میں "طاہران" کے مقام پر ۴۵۰ھ میں ہوئی۔ صرف ۳۴ برس کی عمر میں آپ کی صلاحیتوں کے پیشِ نظر نظام الملک نے آپ کو مدرسہ نظامیہ بغداد کی صدارت کے لیے منتخب کیا۔ آپ نے عقائد باطلہ کے رد میں تاریخی خدمات سرانجام دیں۔ خاص طور پر فلسفہ اور باطنیہ کے رد میں آپ نے گرانقدر تصنیفات لکھیں۔

☆ پی ایچ ڈی سکالر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

امام غزالی نہ صرف اس صدی کے فکری مجدد تھے بلکہ احیائے دین میں بھی آپ نے بنیادی کردار ادا کیا۔ امام غزالی کا دور فلسفے اور باطنیت پرستی کا دور تھا۔ آپ نے معتزلہ، فلاسفہ، باطنیہ، غرضیکہ ہر فرقے میں پائی جانے والی خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ فلسفہ کے رد میں آپ نے تہافتہ الفلاسفہ کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اس کے اثرات نہ صرف مسلمان صوفیاء پر ہی نہیں پڑے بلکہ یورپ کے مفکرین پر بھی اس نے بڑے گہرے نقوش چھوڑے۔

امام غزالی فکر کی دنیا میں زبردست اہمیت کے مالک ہیں۔ جس طرح آفتاب طلوع ہو کر ستاروں کو ماند کر دیتا ہے، اسی طرح انہوں نے مشرق میں مسلم تاملات پر بڑی کاری ضرب لگائی۔ امام غزالی کا شمار ان چوٹی کے لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے الہیات، تصوف، منطق، اخلاقیات اور عوام کی دینی اگاہی میں غیر فانی نقوش ثبت کیے۔

پروفیسر عبد الخالق لکھتے ہیں:

"امام غزالی کے نظامِ فکر میں سب سے زیادہ اہمیت اس کے طریقۂ کار کو حاصل ہے۔ اس کا تعلق مفکرین کے اس گروہ سے ہے جن کا اندازِ فکر خود ان کی زندگی کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس طریقہ کار کی وضاحت ہمیں اس کی اپنی داستانِ حیات میں ملتی ہے۔ اپنی وفات سے کچھ ہی برس بیشتر آپ نے ایک کتاب بعنوان "المنقذ من الضلال" لکھی جس میں آپ نے تلاش حقائق کی خاطر اپنے ذہنی سفر کی سرگزشت پوری تفصیل کے ساتھ بیان کی۔"(۱)

علمائے اسلام کے ہاں امام غزالی مقام و مرتبہ:

تاریخ اسلام میں جن چند کتابوں نے مسلمانوں کے دل و دماغ اور ان کی زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا ہے اور جن سے اسلامی حلقے طویل عرصہ تک متاثر رہے ہیں، ان میں "احیاء علوم الدین" کو ممتاز مقام حاصل ہے۔

۱ - حافظ زین الدین العراقی (۸۰۶-۷۲۵ء) جنہوں نے اس کتاب کی احادیث کی تشریح اور تخریج کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"امام غزالی کی احیاءعلوم الدین اسلام کی اعلیٰ ترین تصنیفات سے ہے۔"(۲)

۲ - عبد الغافر الفارسی جو امام غزالی کے معاصر اور امام الحرمین کے شاگردوں میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں:

"احیاء العلوم کی مثل کوئی کتاب اس سے پہلے تصنیف نہیں ہوئی۔"(۱)

---

(۱) عبد الخالق، ڈاکٹر، (۱۹۸۱ء)، مسلم فلسفہ، عزیز پبلشرز، لاہور۔ ص۱۷۷

(۲) العیلاوس، تعریف الاحیاء بفضائل الاحیاء، ص۵

۳ - شیخ محمد گازرونی کہتے ہیں:

"اگر دنیا کے تمام علوم مٹا دیے جائیں تو میں "احیاء العلوم" سے ان کو دوبارہ زندہ کر دوں گا۔"(۲)

۴ - حافظ ابن جوزی نے بھی بعض باتوں سے اختلاف کے باوجود اس کتاب کی تاثیر اور مقبولیت کا اعتراف کیا ہے اور اس کا خلاصہ "منہاج القاصدین" کے نام سے لکھا۔(۳)

۵ - علامہ ابن تیمیہ 'الرد علی المنطقین' میں لکھتے ہیں:

"أول من خلط مناطقهم بأصول المسلمين أبوحامد الغزالي"(٤)

"پہلا شخص جس نے یونانیوں کی منطق کو مسلمانوں کے اصول میں مخلوط کر دیا وہ ابو حامد الغزالی ہیں۔"

۶ - علامہ سبکی فرماتے ہیں:

"غزالی سے بغض رکھنے والا یا تو حاسد ہو گا یا زندیق۔ بے شک ان کا درجہ عالی ان کا لقب حجتہ الاسلام سے بخوبی نمایاں ہے اور ان کی تصنیفات اس لقب کی صداقت پر دلالت کے لیے موجود ہیں۔"(۵)

علامہ سبکی مزید لکھتے ہیں:

"اگر اسلامی لٹریچر میں احیاء العلوم کے علاوہ اور کوئی کتاب بھی موجود نہ ہوتی تو یہ سب کا بدل ہو سکتی تھی۔"(۶)

امام غزالی پہلے شخص ہیں جس نے علمی طور پر تصوف کے فن کو مرتب کیا ہے۔ علامہ ابن خلدون "مقدمہ" میں لکھتے ہیں:

"امام غزالی نے احیاء العلوم میں دونوں طریقوں کو جمع کیا۔ چنانچہ ورع اور اقتدار کے احکام لکھنے کے ساتھ ارباب حال کے آداب اور طریقے بتائے اور اصلاحات کی تشریح کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تصوف بھی ایک باقاعدہ علم بن گیا۔ حالانکہ پہلے اس کا طریقہ صرف عبادت کرنا تھا۔"(۷)

---

(۱) الزبیری، شرح الاحیاء، ۱:۳۷

(۲) ابوالحسن ندوی، (س۔ن)، تاریخ دعوت وعزیمت، مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی۔ ۱: ۱۴۶-۱۴۷

(۳) ابوالحسن ندوی، تاریخ دعوت وعزیمت، ۱: ۱۴۷

(۴) ابن تیمیہ، أحمد عبدالحلیم بن تیمیہ الحرانی (س۔ن)، کتاب الرد علی المنطقین، دار ترجمان السنہ، لاہور۔ ص ۲۳

(۵) سبکی، تاج الدین بن علی بن عبدالکافی، (۱۴۱۳ھ)، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، دار النشر ہجر للطباعہ والنشر والتوزیع۔ ۳:۴۲۸

(۶) سبکی، طبقات الشافعیہ الکبری، ۳:۴۲۸

(۷) ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد بن خلدون الحضرمی، (۱۹۸۴ء)، مقدمہ ابن خلدون، دار الجیل، بیروت۔ ص ۵۱۹

۷ - امام سیوطی لکھتے ہیں:

"اس بات میں جمہور کا اتفاق ہے کہ پانچویں صدی کے مجدد بلانزاع امام غزالی ہیں۔"(۱)

سید ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب تاریخ دعوت وعزیمت میں لکھتے ہیں:

"ان علمی و عملی کمالات کی حامل طاقتور اور جامع شخصیت کا یہ نتیجہ تھا کہ انہوں نے عالمِ اسلام پر گہرا اثر ڈالا۔ ان کی عہد آفریں تصنیفات اور مباحث نے علمی حلقوں میں ایک ذہنی تموج اور فکری حریت پیدا کر دی۔ ان کو نئی غذا اور طاقت پہنچائی۔ اسلام کی جو چند شخصیتیں صدیوں تک عالم اسلام کے دل و دماغ پر اور اس کے علمی و فکری حلقوں پر حاوی رہی ہیں ان میں سے ایک امام غزالی کی شخصیت بھی ہے۔ جن کی اثر آفرینی، علمی پایہ، ان کی تصنیفات کی اہمیت اور تاثیر مخالف اور موافق سب کو تسلیم رہی ہے۔ ان کی تصنیفات ایک بڑے حلقہ میں متداول اور مقبول ہیں اور پڑھنے والوں کو آج بھی متاثر کرتی ہیں۔"(۲)

قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:

"معقولات اور فلسفہ میں ان کا درجہ ابونصر فارابی اور بوعلی سینا کے برابر شمار کیا گیا ہے۔ بلکہ بعض علماء نے یونانی حکماء سے بھی کم ہونا تسلیم نہیں کیا۔ امام غزالی ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اسرار شریعت کو بیان کیا اور ظواہر کو قائم رکھا اور اسی کو درجہ کمال قرار دیا۔"(۳)

امام غزالی کا تجدیدی کام:

امام غزالی نے جو مجددانہ کام انجام دیا اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱- فلسفہ اور باطنیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا مقابلہ اور اسلام کی طرف سے ان کی بنیادوں پر حملہ

۲ - زندگی و معاشرت کا اسلامی و اخلاقی جائزہ اور ان کی تنقید و اصلاح۔

تہافتہ الفلاسفہ نے فلسفہ کے خیالی طلسم پر کاری ضرب لگائی اور اس کے ذہنی تقدس کو کافی نقصان پہنچایا۔ اس تصنیف نے فلسفہ کے حلقوں میں ایک اضطراب اور غم و غصہ پیدا کر دیا۔(۴)

---

(۱) غزالی کا تصور اخلاق، ۳۶۷۔

(۲) ندوی، تاریخ دعوت وعزیمت، ا: ۱۹۴

(۳) سلیمان منصور پوری، (س۔ن)، تاریخ المشاہیر، بیت العلوم، لاہور۔ ص ۸۲- ۸۳

(۴) ندوی، تاریخ دعوت وعزیمت، ا: ۱۴۵

علمائے مغرب کہتے ہیں کہ غزالی نے مشرق میں فلسفے کی دھجیاں اڑا دیں اور مغرب میں بھی اس کا یہی حشر ہوتا۔ اگر ابن رشد فلسفہ کی حمایت کے لیے نہ کھڑا ہو جاتا۔ ابن رشد کی حمایت نے اس کو سو برس تک کے لیے پھر زندگی عطا کر دی۔[۱]

امام غزالی کے پیشِ نظر چار قسم کے مکاتب فکر موجود تھے۔ متکلمین، باطنیہ، صوفیہ اور فلاسفہ۔ امام غزالی نے ان چاروں مکاتب اور ان کے افکار کا گہری بصیرت کے ساتھ مطالعہ کیا اور ان کے متعلق مختلف موضوعات پر کتب تصنیف کیں نیز ان کے باطل افکار کارڈ کیا۔ امام ابوالحسن اشعری سے منطقی استدلال کے استعمال سے معتزلہ کے رد پر مشتمل پہلے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ جبکہ امام غزالی سے اسلامی الٰہیات کی نشونما کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔امام غزالی نے فلاسفہ کے افکار پر پہلے ''مقاصد الفلاسفہ'' کے نام سے کتاب لکھی اور پھر ان فلاسفہ کی تردید میں ''تہافتہ الفلاسفہ'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں مختلف مسائل کے بارے میں فلسفیوں کے نظریات کا خود انہی کے منطقیانہ اسلوب کے ساتھ بطلان کیا۔

مفکرِ اخلاق کی حیثیت سے امام غزالی کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ امام غزالی نے اخلاقی مسئلے کو خالصتاً اسلامی زاویہ نگاہ سے دیکھنے کی کامیاب کوشش کی۔ بہترین نمونہ اخلاق کے طور پر آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی پیش کیا جنہیں قرآن میں بھی صاحب خلقِ عظیم قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے نظریۂ اخلاق میں اسلامی تصوف کا رنگ بھی نمایاں ہے۔امام غزالی نے اخلاقی نصب العین کی وضاحت کی اور ان اوصاف و رزائل کی فہرست پیش کی جنہیں اپنانا یا ترک کرنا اخلاقی کمال کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ آپ کا خیال تھا کہ بلند ترین اخلاقی نصب العین حبِ الٰہی ہے۔[۲]

باطنیت کا ردّ:

فلسفہ کے علاوہ امام غزالی نے فتنہ باطنیت کی طرف بھی توجہ کی۔ باطنیوں کی تردید میں خلیفہ وقت کے اشارہ پر تصنیف کی۔ اس کتاب کے علاوہ اس موضوع پر ان کی اور کتابیں بھی موجود ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

1- حجتہ الحق 2- مفصل الخلاف 3- قاسم الباطنیہ 4- فضائح الاباحیہ 5- مواہم الباطنیہ[۳]

---

(۱) لطفی جمعہ، (۱۹۶۴ء)، تاریخ فلاسفہ الاسلام، ترجمہ: ڈاکٹر میر ولی الدین، مسعود پبلشنگ ہاؤس۔ کراچی

(۲) عبد الخالق، ڈاکٹر، (۱۹۸۱ء)، مسلم فلسفہ، عزیز پبلشرز، لاہور۔ ص ۱۹۵- ۱۹۷۔

(۳) ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت، ۱: ۱۴۶، ۱۴۵۔

احیائے تصوف میں آپ کا کردار:

امام غزالی کے نزدیک صوفیہ ہی درحقیقت حق کے راستے پر ہیں۔ ان کی سیرت سب سے اچھی، ان کا اخلاق سب سے اعلیٰ اور ان کا طریقہ سب سے عمدہ ہے۔ صوفیہ کے تمام ظاہری و باطنی حرکات و سکنات مشکاۃ نبوت سے مقتبس ہیں اور نبوت محمدی کے علاوہ روئے زمین پر کوئی ایسا نور نہیں ہے جس سے روشنی حاصل کی جاسکے۔

امام غزالی نے سالک طریقت کے لیے علم شرعی کو ضروری قرار دیا۔ متعدد مقامات پر ان الفاظ کے ذریعے حصول علم کی تاکید فرمائی۔ آپ نے فرمایا:

''إن السعادة لا تنال إلا بالعلم والعمل''

''سعادت کا حصول علم و عمل کے بغیر ممکن نہیں۔''

امام غزالی صوفیہ کے اس گروہ کے مخالف تھے جو اپنی شہوات کو شریعت، اپنے جھوٹے اوہام کو علم الٰہی، نفسانی خواہشات کو حب الٰہی اور شریعت مصطفی کی عدم پیروی کو جذب و مستی تصوف کہتے ہیں۔ امام غزالی نے جابجا ایسے صوفیہ سے بیزاری اور سخت برہمی کا اظہار کیا ہے۔

اصلاح تصوف میں امام غزالی کی خدمات کا اعتراف متقدمین و معاصرین سبھی نے کیا ہے۔ بلکہ مستشرقین بھی اس میدان میں ان کے کارناموں سے متاثر نظر آتے ہیں۔

۱- امام غزالی کی تصانیف اور ان کے فلسفہ اخلاق نے صرف مسلمانوں پر گہرے نقوش مرتب نہیں کیے بلکہ مغربی مفکرین نے بھی آپ کی کتب سے نہ صرف استفادہ کیا بلکہ اآپ کی اکثر کتب کے تراجم بھی لکھے۔ (۱)

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

''احیاء العلوم میں یہ عام خصوصیت ہے کہ اس کے پڑھنے سے دل پر عجیب اثر ہوتا ہے۔ ہر فقرہ نشتر کی طرح دل میں چبھ جاتا ہے۔ ہر بات جادو کی تاثیر کرتی ہے، ہر نقطہ پر محویّت طاری ہو جاتی ہے۔ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ یہ کتاب جس زمانہ میں لکھی گئی خود امام صاحب اس وقت تاثیر کے نشہ سے سرشار تھے۔''(۲)

ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ امام غزالی کی کتاب احیاء علوم الدین کے بارے میں رقمطراز ہیں:

---

(۱) ۱-ساجد رضا مصباحی، الغزالی، ایک تجزیاتی مطالعہ، ۱۷۳

۲-الاحسان، مدیر حسن سعید صفوی، الہٰ آباد: شاہ صفی اکیڈمی ۲۰۱۲ء۔

(۲) شبلی نعمانی، (س۔ن)، الغزالی، اسلامی اکادمی، لاہور۔ ص ۴۵

"امام غزالی صرف ایک بلند پایہ فقیہ، ایک صاحبِ اجتہاد متکلم اور ایک صاحب دل صوفی ہی نہیں ہیں بلکہ اخلاقیات اسلامی اور فلسفہ اخلاق کے ایک نامور مصنف اور ایک دقیق النظر اور نکتہ رس ماہر اخلاق ونفسیات بھی ہیں۔ اخلاق اسلامی اور فلسفہ اخلاق کی کوئی تاریخ ان کے تذکرہ کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔"(۱)

Miguel Asin نے احیاء العلوم کے بیشتر حصے کا تجزیہ امام غزالی پر لکھی جانے والی اپنی کتابAlgazel میں کیا ہے۔ Miguel Asin نے امام غزالی کی فلسفہ پر کتاب تہافتہ الفلاسفہ کے بعض حصوں کا ترجمہ بھی Algazel میں موجود ہے۔ احیاء العلوم کا مکمل لاطینی زبان میں ترجمہH. Baver نے کیا ہے۔

احیاء العلوم میں قواعد العقائد کے عنوان سے ایک باب شامل ہے اور اب یہ علیحدہ بھی شائع ہوچکی ہے۔ اس کا ایک ملخص ترجمہ H. Baver نے اپنی کتابDie Dogmatik al-Ghazali میں کیا ہے۔

احیاء العلوم کا ایک خلاصہ H.A. Homes نے بھی پیش کیا ہے۔

Asin نے اپنی کتاب Algazel میں امام غزالی کی کتب اقتصاد في الاعتقاد، المضنون به على غير أهله اور أجوبة الغزالية فى مسائل الأخروية کا ترجمہ بھی موجود ہے۔

امام غزالی کی کتاب "أيها الولد" کا ترجمہ اصل عربی متن کے ساتھ Von Hammerنے کیا ہے۔

مقاصد الفلاسفہ:

امام غزالی کے دور میں فلسفیانہ مسائل کا بہت عروج تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ یونانی فلسفے کا رد کرنے کے لیے سب سے پہلے یونانی فلسفے کو بڑی تفصیل کے ساتھ مطالعہ کیا۔ آپ نے اپنی کتاب میں یونانی فلسفے کے مسائل نہایت ترتیب اور عمدگی کے ساتھ مرتب کیے۔ اسلامی تاریخ میں امام غزالی پہلے شخص ہیں جنہوں نے یونانی فلسفے کا تفصیلی اور تنقیدی مطالعہ کیا۔ مقاصد الفلاسفہ میں آپ نے آسان پیرائے میں منطق، الٰہیات اور طبیعاتی مسائل کا خلاصہ پیش کیا اور پوری غیر جانبداری کے ساتھ فلاسفہ کے نظریات اور مباحث کو بڑی تفصیل کے ساتھ مدون کیا۔

اس کتاب میں امام غزالی نے یونانی فلسفہ کے مسائل کا رد کیا۔ فلسفہ پر دلیرانہ تنقید اور کسی حد تک تحقیر علم کلام کی تاریخ میں امام غزالی نے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ تہافتہ الفلاسفہ نے فلسفہ کے خیالی طلسم پر کاری ضرب لگائی اور اس کی عظمت، ذہنی تقدس کو کافی نقصان پہنچایا۔ اس کتاب کی تصنیف نے فلسفہ کے حلقوں میں ایک اضطراب اور غم و غصہ پیدا کر دیا۔ مگر سو برس تک اس کے جواب میں کوئی شایان شان کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ چھٹی صدی ہجری میں

---

(۱) ندوی، تاریخ دعوت وعزیمت،۱: ۱۶۸

ابن رشد (۵۹۵ھ) نے ''تہافۃ التہافت'' کے نام سے اس کا جواب لکھا۔ علماء مغرب کہتے ہیں کہ اگر ابن رشد فلسفہ کی حمایت کے لیے نہ کھڑا ہوتا تو فلسفہ غزالی کے حملوں سے نیم جان ہو چکا تھا۔ ابن رشد کی حمایت نے اس کو سو برس تک کے لیے پھر زندگی عطا کردی۔(۱)

اس کتاب کا اسلامی ممالک میں پتا نہیں چلتا لیکن سپین کے شاہی کتب خانے میں اس کا نسخہ موجود ہے۔

یورپ میں اس کتاب کا عبرانی زبان میں ترجمہ ہوا۔ یہ ترجمہ فرانس کے کتب خانے میں بھی موجود ہے۔ بارہویں صدی میں اس کتاب کا لاطینی زبان میں ڈومینگ گوندی سالیموز (Domikdue Guandi Salvip) نے کیا۔ یہ ترجمہ ۱۵۰۶ء میں وینس کے مقام سے شائع ہوا۔

المنقذ من الضلال:

امام غزالی نے حق کی تلاش کے لیے فلسفہ، علم الکلام اور اہل باطن کا لٹریچر پڑا لیکن دل کو سکون نہ ملا۔ بالآخر وہ صوفیاء کی طرف متوجہ ہوئے۔ صوفیاء کے رستے پر چل کر انہوں نے اپنے مقصود کو حاصل کرلیا۔ آپ نے اس روحانی سفر کو اپنی کتاب ''المنقذ من الضلال'' میں قلمبند کیا۔ اسطرح آپ نے ان لوگوں کی راہ کو روشن کردیا جو تلاش حق میں سرگرداں ہیں اور جو ظاہری علوم کو انسانی فکر وادراک کو منتہا کا نظریہ نہیں گردانتے۔ اس کتاب میں انہوں نے بیان کیا کہ صرف عقل کے ذریعے انسان حق کا سراغ نہیں پا سکتا۔

زندگی میں ایسے حقائق موجود ہیں جن کا ادراک صرف انسانی وجدان اور صوفیانہ ذوق ہی کرسکتا ہے۔ امام غزالی کے نزدیک صوفیانہ ذوق کی جولان گاہ ایسا مقام ہوتا ہے جہاں پر عقل کی رسائی نہیں۔ امام غزالی نے اپنی کتاب المنقذ من الضلال میں فلسفیوں اور اہل کلام کی کمزوریوں کی نشاندہی کی۔ وسعت مطالعہ، بصیرت اور ذاتی تجربے کی وجہ سے اپنے خیالات اور جذبات کو بیان کرنے میں انتہائی کامیاب رہے۔ یہ کتاب اس لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں ہمیں امام غزالی کی فکری، روحانی اور قلبی زندگی کی داستان ملتی ہے۔

فرانس میں اس کتاب کا ترجمہ عربی متن کے ساتھ شائع کیا گیا۔ موسیو پالیا(M. Pullia) اور موسیو شمولڈرز (M. Shmoblders) نے اپنے اس مضمون میں جو فلسفہ عرب پر ہے اس کے مشکل مقامات کی تشریح کی ہے۔

---

(۱) لطفی جمعہ، محمد، تاریخ فلاسفۃ الاسلام، ص:۷۲

تہافۃ الفلاسفۃ:

اس کتاب میں امام غزالی نے یونانی فلسفہ کا رد کیا۔ آپ کی اس کتاب نے فلاسفہ کے افکار پر کاری ضرب لگائی۔ اس کتاب کی تصنیف نے فلاسفہ کے حلقوں میں ایک اضطراب اور غم و غصہ پیدا کر دیا مگر سو برس تک اس کے جواب میں کوئی شایان شان کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ اس کتاب کا عبرانی زبان میں ترجمہ ہوا۔ M. Sohnudelrs اور موسیو مونک M.Munk نے اس کتاب کے مضامین پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔

عیسائیوں کی طرح یہودی بھی امام غزالی کے افکار سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ خاص طور پر امام غزالی کے فلسفہ اخلاق کی تعلیمات جو ایک سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کو وہ یہودیت کے بہت قریب اور مشابہ سمجھتے ہیں اور آپ کی کتب کو خاص طور پر یہودیوں نے بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ بلکہ یہودی علماء نے آپ کی تعلیمات پر مباحث بھی کیے ہیں اور تحقیقات بھی کی ہیں۔ انہوں نے نہ صرف آپ کے فلسفہ کی تعلیمات کو بغور پڑھا ہے بلکہ تصوف کی تعلیمات کو بھی بڑی قریب سے دیکھا ہے۔ یہ کام آپ کی وفات کے ایک صدی بعد ہی شروع ہو گیا تھا۔ مارگریٹ سمتھ نے امام غزالی پر لکھی جانے والی کتاب میں امام غزالی کے فلسفہ روحانیت اور یہودیت کے فلسفہ روحانیت میں تقابل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قبالہ کے دس نکات میں امام غزالی کی کتاب ''المعارف العقلیہ'' میں موجود ہیں۔ قبالہ ہی میں عالم روحانیت کے بیان کردہ تین مقامات عالم ناسوت، عالم عُلوی کا استخراج امام غزالی کے بیان کردہ صوفیاء کے سفر عروج کے تین مقامات: عالم ملکوت ۲- عالم جبروت ۳- عالم شہادت سے کیا گیا ہے۔[۱]

یہودی عالم Barthebraeus نے اس تصور کو بڑی قریب سے دیکھا ہے اور اس نے امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم الدین کے حوالے جابجا دیے ہیں۔ یہودی علماء نے امام غزالی کی کتاب میزان العمل، کیمیائے سعادت اور رسالہ "اللدنیہ" کے حوالے بھی جابجا استعمال کیے ہیں اور ان کتب کا انہوں نے اپنی زبانوں میں تراجم بھی کیے ہیں۔ مارگریٹ سمتھ لکھتی ہیں:

> ''اس میں کوئی شک نہیں کہ عیسائی یورپین مبلغین نے جب پہلی مرتبہ مسلمانوں کے لٹریچر کا مطالعہ شروع کیا تو سب سے پہلے وہ امام غزالی کی کتب سے متاثر ہوئے اور عیسائی مفکرین نے خاص طور پر امام غزالی کے افکار سے بہت زیادہ استفادہ کیا۔''[۲]

([1]) Margaret Smith, Al-Ghazali, Kazi Publications, Lahore. P.217
([2]) ibid

میزان العمل کا عبرانی زبان میں ترجمہ ہوا۔ ایک یہودی عالم ابراہیم حصرانی نے کیا۔ موسیو ولڈن تحصال نے لیزگ میں ۱۸۳۹ء میں شائع کیا۔ احیاء العلوم کے مشکل مقامات پر موسیو ہیتزگ(M. Hitzig) نے حاشیے لکھے۔[۱]

التفرقہ بین الاسلام والزنداقۃ کا ترجمہ Barbier de Maynardنے کیا ہے۔

امام غزالی کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی فکر میں ڈیکارٹ سے لے کر برگسان تک تمام مغربی فلسفے کے اہم خدوخال کی پیش بینی پائی جاتی ہے۔

۱ - ڈیکارٹ(Descartes)پر اثرات

امام غزالی اور فرانسیسی فلسفی ڈیکارٹ (م:۱۹۵۶ء) کے طریقہ ہائے کار کے مابین حیرت ناک حد تک مشابہت موجود ہے۔ دونوں تشکیک کی رو سے بدیہی اصولوں کی دریافت تک پہنچے۔ دونوں کی بنیادی خواہش یہ تھی کہ وہ کسی ایسی مستحکم اساس پر اپنے نظامِ فکر کو استوار کریں جس میں شک وشبہ کی گنجائش موجود نہ ہو۔ بعض ناقدین نے ان دونوں کی مماثلت پر تحقیقی مباحث پیش کیے ہیں اور ان حوالوں کا بھی ذکر کیا ہے جن سے ڈیکارٹ کے بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر غزالی کے افکار سے متاثر ہونے کا ثبوت میسر آتا ہے۔ طریقۂ کار کے موضوع پر دونوں مفکرین کے کتابوں کے اسلوب تک میں خاصی یکسانیت دکھائی دیتی ہے۔[۲] کانٹ جو غزالی کے صدیوں بعد پیدا ہوا۔ اس نے زمان و مکان کے مسئلہ کے بارے مین وہ سب کچھ لے لیا جو اس سلسلے میں غزالی نے لکھا تھا۔[۳]

۲ - پسکال (Pascal) پر اثرات:

پسکال (م:۱۶۲۳ء) کو امام غزالی سے جو چیز قریب تر کرتی ہے وہ یہ ہے کہ پسکال بھی امام غزالی کی طرح طبیعت و فطرتِ انسانی کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جس طرح امام غزالی نے حق کی تلاش کے لیے عقل کی بجائے وجدان کو زیادہ موزوں قرار دیا ہے اس طرح پسکال نے بھی عقل کی مخالفت کی ہے۔ اس نے کہا عقل کے راستے سے کوئی شخص دین کی بارگاہ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اس تک پہنچنے کی صرف ایک ہی راہ ہے۔ دل کا شعور و وجدان اور اللہ کی ہدایت و رہنمائی ہے۔ کبھی عقل بھی کسی کا ہاتھ پکڑ کر اسے مذہب کی دیوار کے سائے میں لا کھڑا کرے۔ لیکن

---

(۱) شبلی نعمانی، الغزالی، ۵۶-۵۷

(۲) عبد الخالق، ڈاکٹر، (۱۹۸۱ء)، مسلم فلسفہ، عزیز پبلشرز، لاہور۔ ص۱۷۹

(۳) نصیر الدین خان، فلسفۂ سائنس اور ایمان، ص۳۲۸، فکر و نظر، مدیر: رشید احمد جالندھری، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، جنوری ۱۹۷۷ء

اس قسم کا مذہب نجات اخروی کے باب میں مفید و سود مند نہیں۔پسکال بھی امام غزالی کی طرح طبیعت و فطرت انسانی کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔(۱)

۳- ہوبز(Hobbes) پر اثرات

ہوبز ایک مغربی مفکر ہے جس کے افکار امام غزالی سے کافی حد تک مماثلت رکھتے ہیں۔عام طبیعت انسانی کا نقطہ نگاہ متعین کرنے میں امام غزالی اور ہوبز دونوں متفق ہیں کیونکہ جہاں ہوبز(۱۵۸۸ء) کی رائے ہے کہ انسان کے جمیع اعمال خود غرضی کا مظہر ہیں اور ہمسایے سے ہمدردی و مروت کا سلوک بھی حقیقت میں حبِ نفس ہی کی ایک قسم اور اخلاق قوانین کی اطاعت بھی فی الواقع نفس ہی کو نفع پہنچانے کا ایک حیلہ و بہانہ ہیں۔وہاں غزالی بھی اکثر صلح پر دباؤ سمت کی تہمت لگانے اور حب ذات ہی کا انہیں طعنہ دیتے ہیں۔(۲)

احیاءالعلوم کے بارے میں جارج ہنری لیوس(Jorge Henry Luis) نے اپنی کتاب (History of Philosophy) میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "اس کتاب میں ڈیکارٹ کی (Discourse over law Method) کے ساتھ ایسی عجیب و غریب مشابہت پائی جاتی ہے کہ اگر ڈیکارٹ کے زمانے میں اس کا کوئی ترجمہ موجود ہوتا تو ہر شخص یہ کہہ اُٹھتا کہ ڈیکارٹ نے امام غزالی سے سرقہ کیاہے۔(۳)

لیوس یہ بھول جاتا ہے کہ ڈیکارٹ کے عہد سے کہیں پہلے عرب فلسفہ مغرب کے رَگ و ریشے میں سرایت کر چکا تھا اور نصف بارہویں صدی سے قبل امام غزالی کی اکثر کتابوں کے لاطینی زبانوں میں جزوی تراجم ہو چکے تھے جو عیسائیوں اور یہودیوں کے علم الکلام پر خاصا اثر ڈال رہے تھے۔ڈیکارٹ سے پہلے یہوداہل لیوی (۱۱۴۷ء) کی کتاب 'کوسری" میں امام غزالی کی ارتیابئیت راہ پاچکی تھی اور اس کے نقوش کریس کاس(۱۴۱۰ء) پر مرتسم ہو چکے تھے۔

ڈومنیکائی ریمانڈ مارٹینی امام غزالی کی کتاب "تہافتۃ الفلاسفہ" کے عبرانی ترجمے کو بڑی آزادی کے ساتھ استعمال کر چکا تھا۔سینٹ تھامس(St. Thomos) جنہوں نے جامع نیپلز میں ڈومنیکائی طریق پر تعلیم پائی تھی وہ بھی امام غزالی کے فلسفے سے بخوبی واقف تھے۔چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب "سما" میں ارسطالیت پر جو جملے کہے ہیں ان میں انہوں نے امام غزالی ہی کے دلائل سے فائدہ اُٹھایاہے۔

---

(۱) زکی عبدالسلام،(۱۹۵۶ء)،غزالی کا تصور اخلاق،ترجمہ:نورالحسن خان،مکتبہ علمیہ،لاہور۔ص ۴۱۰

(۲) زکی عبدالسلام،غزالی کا تصور اخلاق،ص ۴۱۴

(3) Henry, Lewes Jorge, (2013), The History of Philosophy, Ancient Philosophy, Kartindo Publishing House. Vol: 2, Page: 50

واجب الوجود کے تصور سے اللہ تعالیٰ کی سلبی اور ایجابی صفات کا استنباط کرنے میں ڈیکارٹ اور اسپی نوزا دونوں امام غزالی کی تقلید کرتے ہیں۔ مزید بر آن ڈیکارٹ، اسپی لوزا اور گلیلیو نے نہایت اور لامحدود میں جو تفریق کی ہے وہ بالکل وہی ہے جو امام غزالی اور ابن سینا نے کی ہے اور ان کی تقلید میں کریس کاس اور برونو نے اپنے افکار کی سمت تعین کی ہے۔

اسپی نوزا کا تصور جو ہر بیعنہ وہی ہے جو امام غزالی اللہ کے بارے میں پیش کرتے ہیں۔ یعنی بسیط۔ مزید بر آں اسپی نوزا (Spinoza) (۱۶۳۲ء) کا نظریۂ اختیار امام غزالی کے نظریہ سے اسپی نوزا کا نظریۂ امام غزالی کے نظریہ مکان سے مشابہت رکھتا ہے۔ اسپی نوزا نے صور تخیل کی جو تصریحات پیش کی ہیں وہ کم و بیش ماسک و مرکب کی اس باہمی تفریق کے مطابق ہیں۔ جو ابن میمون نے امام غزالی کی تقلید میں پیش کی ہے۔ ان تمام معاملات میں فرق محض اصطلاحات کا ہے۔ امام غزالی نے مشرق و مغرب دونوں پر بڑا گہرا اثر ڈالا ہے۔(۱)

خلاصہ کلام:

امام غزالی اپنے زمانے کے نہ صرف صوفی تھے بلکہ مجدد وقت بھی تھے۔ انہوں نے اپنے زمانے میں تمام علوم میں پائی جانے والی خرابیوں کا قلع قمع کیا۔ امام غزالی بیک وقت صوفی بھی ہیں اور فلسفی بھی۔ انہوں نے تصوف اور فلسفہ کا باہم ایسا کیمیاوی امتزاج کیا ہے کہ ان کے مکتب میں تصوف کو فلسفہ سے دور فلسفہ کو تصوف سے جدا اور ممیز کرنا انتہائی مشکل امر ہے۔ امام غزالی کے افکار سے نہ صرف مسلمان علماء و مفکرین متاثر ہوئے اور ان کی گرانقدر تصانیف سے استفادہ کیا۔ بلکہ علماء یورپ عیسائی دور یہودی مفکرین بھی آپ کے افکار سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ کی تکب کے بیشتر تراجم اور شروحات دوسری زبانوں میں ہو چکی ہیں۔

ڈاکٹر زویمر نے جن چار شخصیتوں کو اسلام کی اہم ترین شخصیتیں قرار دیا ہے۔ ان میں سے ایک غزالی بھی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں: "جو شخص تاریخ اسلام کا مطالعہ کرے گا اس کی چار اہم ترین شخصیتوں سے ملاقات ناگزیر ہے۔ مسلمانوں کے نبی حضرت محمد ﷺ، امام بخاری، امام اشعری اور امام غزالی۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(۱) شریف، میاں محمد، (۲۰۰۶ء)، مسلمانوں کے افکار، مجلس ترقی ادب، لاہور۔ ص ۹۴-۹۷

مصادر و مراجع

١. القرآن الکریم

٢. ابن تیمیہ، أحمد عبد الحلیم بن تیمیہ الحرانی (س۔ن)، کتاب الرد علی المنطقیین، دار ترجمان السنہ، لاہور

٣. ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد بن خلدون الحضرمی، (١٩٨۴ء)، مقدمہ ابن خلدون، دار الجیل، بیروت

۴. زکی عبد السلام، (١٩۵٦ء)، غزالی کا تصور اخلاق، ترجمہ: نور الحسن خان، مکتبہ علمیہ، لاہور

۵. سبکی، تاج الدین بن علی بن عبد الکافی، (١۴١٣ھ)، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، دار النشر ہجر للطباعہ والنشر والتوزیع

٦. شریف، میاں محمد، (٢٠٠٦ء)، مسلمانوں کے افکار، مجلس ترقی ادب، لاہور

٧. ساجد رضا مصباحی، الغزالی، ایک تجزیاتی مطالعہ۔

٨. سلیمان منصور پوری، (س۔ن)، تاریخ المشاہیر، بیت العلوم، لاہور

٩. شبلی نعمانی، (س۔ن)، الغزالی، اسلامی اکادمی، لاہور۔

١٠. عبد الخالق، ڈاکٹر، (١٩٨١ء)، مسلم فلسفہ، عزیز پبلشرز، لاہور

١١. مدیر حسن سعید صفوی، الہٰ آباد، مجلہ: الاحسان، شاہ صفی اکیڈمی ٢٠١٢ء

١٢. لطفی جمعہ، (١٩٦۴ء)، تاریخ فلاسفہ الاسلام، ترجمہ: ڈاکٹر میر ولی الدین، مسعود پبلشنگ ہاؤس۔ کراچی

١٣. ندوی، ابو الحسن، (س۔ن)، تاریخ دعوت و عزیمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی

١۴. نصیر الدین خان، فلسفہ، سائنس اور ایمان، فکر و نظر، مدیر: رشید احمد جالندھری، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، جنوری ١٩٧٧ء

15. Henry, Lewes Jorge, (2013), The History of Philosophy, Ancient Philosophy, Kartindo Publishing House.

16. Margaret Smith, Al-Ghazali, Kazi Publications, Lahore